اسلامی اور مغربی قوانین کی روشنی میں ضابطۂ جہل از حقیقت اور جہل از قانون کی تعبیرات کا علمی وتقابلی مطالعہ

Explanation of Legal Maxim: Ignorance of Facts and Ignorance of the Law, in the Light of Islamic and Western Laws: A Comparative Study

سلیم خان*

سناضیاء**

Abstract

Both Islamic and western laws try to facilitate their followers in different ways. For the above mentioned purpose both have formed several Legal Maxims which assist each and every individual to enjoy these facilitations provided to them by the Legal Science. Similarly there are some Legal Maxims which provide legal excuses to these people. Among these Legal Maxims there is a Maxim considered as one of fundamental legal Maxims called "Ignorance of facts and Ignorance of the Law". This article focuses on explanation and interpretation of the said Maxim according to Islamic as well as western Laws.

Key Words: Legal Excuses, Legal Facilities, Ignorance of Facts and Ignorance of the Law.

تمہید

اسلامی قانون (فقہ اسلامی) اور قوانینِ موضوعہ [1] کی بنیاد یُسر اور سہولت پر قائم ہے اور دونوں طرح کے قوانین اپنے پیروکاروں کو قدم بہ قدم قانونی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ہمہ وقت مصروفِ عمل دکھائی دے رہے ہوتے ہیں۔ اسلامی قانون کے لئے نبی علیہ السلام، صحابہ کرام، نیز ائمۂ مجتہدین، فقہائے عظام اور ماہرینِ قانونِ اسلامی کی طرف سے متعیّن شدہ اور مسلّمہ

---

* لیکچرر ڈپاٹمنٹ آف اسلامیات، یونیورسٹی آف پشاور۔

** لیکچرر ڈپاٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، ویمن یونیورسٹی، مردان۔

ماٰخذ قانون میں سے بنیادی اور کلیدی مقام قرآن مجید کو حاصل ہے، جس کے کئی ایک نصوص ایسے ہیں جو مشکل اوقات میں اپنے پیروکاروں کے لئے سہولیات فراہم کرنے پر دلالت کرتے ہیں جن میں سے چند ایک کو ذیل کے سطور میں فراہم کیا جارہا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾[2]

''اللہ جلّ شانہ تمہارے ساتھ سختی کی بجائے نرمی اور آسانی کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں''۔

گویا کہ انسانوں کے ساتھ نرمی اور آسانی کا سلوک اور معاملہ کرنا عین ارادۂ خداوندی اور مشیّتِ الٰہی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴾[3]

''خلقتِ انسانی میں موجود ضُعف اور کمزوری کا لحاظ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ انسانوں کے ساتھ تخفیف اور سہولت کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں''

کیونکہ کمزوروں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا ہی قرینِ انصاف ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ﴾[4]

یہ کہ ''دین میں تنگی اور مشقّت نہیں ہے''۔

یعنی دین نرمی، سہولت اور آسانی کا نام ہے اس میں کسی قسم کی بے جا سختی موجود نہیں ہے اور بعض لوگوں کو جو بظاہر سختی دکھائی دے رہی ہے وہ بھی فطرتِ انسانی کے عین مطابق اور قابلِ برداشت سختی ہے جس پر کئی گنا زیادہ اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔

ایک اور جگہ فرمانِ ربّانی ہے:

﴿وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ﴾[5]

''پیغمبر اسلام ان کے کاندھوں پر موجود بوجھ کو ان پر سے ہٹا کر ان کی تکالیف کو ہلکا کر دیتے ہیں''

دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ پیغمبر لوگوں کے لئے بطورِ ایک سہولت کار کا کردار ادا کرتے ہیں اور ان کے لئے مقدور بھر آسانیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔
اسی طرح اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾[6]

''اللہ تعالی بقدرِ طاقتِ بشری انسان کو مکلّف بناتے ہیں۔''

اس مضمون کو آگے مزید وضاحت کے ساتھ ذکر کر کے فرمایا

﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ﴾[7]

جس میں اپنی کوتاہیوں کے مطابق معاملہ کرنے کی التجا کرتے ہوئے بوقتِ مشقت سہولت اور آسانی طلب کی گئی ہے، کتاب اللہ کی طرح سنّت رسول اللہ میں کئی ایک روایات ایسی موجود ہیں جو آسانی اور سہولت کو یقینی بنانے کے لئے بنیاد فراہم کر رہی ہیں جن میں سے چند ایک کو ذیل کے سطور میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

"عن عائشۃ رضی الله عنها، أنهاقالت: ماخُيِّررسول الله صلى اللهُ عليه وسلم بين أمرين إلّا أخذ أيسر هما مالم يكن إثما"[8]

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ نبی علیہ السلام کو جب اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ دو کاموں میں سے آسان ترین کام کا انتخاب فرماتے، ہاں اگر دونوں میں سے ایک گناہ کا کام ہوتا تو اس سے خود کو کوسوں دور رکھتے''۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ امت کی سہولت کی خاطر آسان ترین راستے کا انتخاب فرماتے تاکہ آئندہ مسلمان حرج اور مشقت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ گویا کہ آپ ﷺ نے امت کو اختیاری امور میں عملاً سہولت اور آسانی والا راستہ اپنانے کا درس دیا۔

قانونی سہولیات کے سلسلے میں اگلی روایت کو حضرت ابوہریرۃؓ کے طریق سے نقل کیا گیا ہے۔

"عن أبی هریرۃ رضی الله عنہ عن النبیﷺقال: إن الدّین یسر"[9]

یعنی دین سراسر سہولت اور آسانی کا نام ہے اور احکام کی بجاآوری میں بے جا سختی اس کی روح کے منافی ہے۔اسی سلسلے کی اگلی کڑی حضرت ابوہریرۃؓ ہی کی روایت ہے۔

"عن أبی هریرة، قال: قام أعرابی فبال فی المسجد، فتناوله النّاس، فقال لهم النّبی صلی الله علیه وسلم:دعوه وهریقوا علی بوله سجلا من ماء، أو ذنوباً من ماء، فإنّما بُعثتم مُیسّرین، ولم تُبعثوا مُعسّرین"[10]

یعنی نبی علیہ السلام نے مسجد میں قضائے حاجت کرنے والے دیہاتی کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا اور وہاں پر موجود لوگوں کو عوام الناس کے ساتھ سہولت اور آسانی کا معاملہ کرنے کی تاکید کی۔اور نبی علیہ السلام کی یہ رقیق القلبی خاص نعمتِ خداوندی سے ممکن ہوا جیسے کہ ارشادِ باری ہے۔

﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾[11]

اسی طرح ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔

"أنّالنّبی صلی الله علیه وسلم،بعث معاذًا وأبَا موسیٰ إلی الیَمن قال : یَسّرا ولا تُعسّرا، وبشّرا ولا تُنفّرا وتطاوعا ولا تختلفا"[12]

جس میں بھی لوگوں کے ساتھ سہولت اور نرمی کا مظاہرہ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔اس سلسلے کی اگلی کڑی ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کی روایت ہے

"عن ابن عباس رضی الله عنهماقال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: تجاوز الله عن أمتی الخطاء والنسیان وما استكرهوا علیہ"[13]

یعنی اس امت خطاکاریوں، بھول چوک اور جبر واکراہ کو معاف کیا گیا ہے۔

قرآن و سنّت کی طرح اسلامی قانون (فقہ اسلامی) کے کئی ایک ایسے بنیادی اور انتہائی اساسی نوعیت کے قواعد وضع کئے گئے ہیں جو فقہی اور قانونی امور میں سہولت اور آسانی کا سامان مہیا کرتے ہیں، جیسے

"المُشقّۃتجل بالتّیسیر"[14] یعنی مشقت کے ساتھ سہولت جُڑی ہوئی ہوتی ہے، یا یہ کہ سختی اپنے ساتھ آسانیاں لاتی ہے، یا یہ کہ سہولت مشقت کے ہم جلب ہوتی ہے۔

مذکورہ قاعدہ کا شمار ان قواعد میں ہوتا ہے جن کے لئے فقہائے عظام "القواعد الفقہ یۃ الأساسیۃ الکُبری" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں، جس کے مطابق جہاں پر مشقت اور تکلیف ہوگی وہاں پر اصول و قواعد کے تحت حتی الامکان سہولت اور آسانی پیدا کرکے لوگوں کے لئے گنجائش نکالنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ مذکورہ قاعدہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"قال العلماء: یتخرّج علی ھذہ القاعدہ جمیع رخص الشرع وتخفیفاتہ" [15]

اسلامی قانون کی طرح مغربی قوانین میں بھی مشقت اور تکالیف کے وقت اپنے پیروکاروں کو سہولیات اور آسانیاں فراہم کرنے کا معقول بندوبست اور نظام موجود ہے، نیز ان امور کی باقاعدہ نشاندہی بھی کی گئی ہے جن کی بدولت آڑے وقت قانونی سہولت اور آسانی سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

اسلامی اور مغربی دونوں طرح کے قوانین اس بات پر باہم متفق ہیں کہ ہر قسم اور ہر نوع کی تکلیف اور مشقت قانونی سہولیات کی فراہمی کے لئے باعث نہیں بن سکتی ہے بلکہ ہر وہ تکلیف اور مشقت باعثِ سہولت ہوگی جو ایک طرف تو قانونی نقطۂ نگاہ سے مشقت سمجھی جاتی ہو، دوم یہ کہ مذکورہ مشقت کے ہوتے ہوئے قانونی احکام کی بجاآوری میں نہایت عُسر اور تنگی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو، پس معمولی نوعیت کی تکلیف اور مشقت قانونی سہولیات کی ہم جلب نہیں ہوسکتی اور پیروکار اس کی بنیاد پر مطلوبہ سہولیات سے مستفید نہیں ہوسکتے ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قانون کی طرف سے فراہم کی جانے والی سہولیات اور ان کے اسباب پر مختصر مگر جامع گفتگو کی جائے تاکہ زیرِ نظر موضوع کے ہر پہلو کو اجاگر کیا جاسکے۔

قانونی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنانے والے اسبابِ تخفیف

مشہور شافعی عبدالرحمن جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ[16] نے تخفیف اور سہولت پیدا کرنے کے سلسلے میں درج ذیل سات اسباب بیان کئے ہیں۔

1) جہل/جہالت (لاعلمی)

2) نقص (کمی یا خامی چاہے عقل میں ہو یا صلاحیتوں وغیرہ میں ہو)

3) عُسر اور عموم بلوی (تنگی اور عمومی نوعیت کی مشقت)

4) نسیان (بھول)

5) سفر

6) اکراہ (جبر، زبردستی)

7) بیماری[17]

مذکورہ تمام وہ اسباب ہیں جن کے بدولت شرعی اور قانونی احکام میں آسانی اور سہولیات پیدا ہوتی ہیں، چونکہ زیرِ نظر موضوع میں اول الذّکر سبب (جہل/جہالت یا لاعلمی) پر ترکیز (Focus) کیا گیا ہے، اسی مناسبت سے دیگر اسبابِ تخفیف کو چھوڑ کر جہالت اور اس سے متعلق قانونی احکام اور متعلقہ تفصیلات کو فراہم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

اسلامی قانون میں جہل سے متعلق احکام

ضابطۂ جہل اور اس سے متعلق احکام پر گفتگو کرنے سے پیشتر مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ''لفظِ جہل'' کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق کی جائے، پس یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اس ضمن میں یہاں پر تین الفاظ ہیں جن کے الگ الگ معانی ہیں۔

1) جہل 2) جہالت 3) جاہلیت

''جہل'' دراصل علم کی ضد ہے اور علم کی عدم موجودگی میں کسی کام یا عمل کی بجاآوری کو ''جہالت'' کہا جاتا ہے جبکہ ''جاہلیت'' اسلام سے پہلے زمانے کا نام ہے۔

"الجهلُ: نقيض العِلْم تقول: جَهِلَ فلانٌ حقّه... والجَهالةُ: أن تفعلَ فِعلاً بغير عِلْمٍ ، والجاهلّيةُ الجَهْلاء: زمانُ الفترةِ قبلَ الإسلام"[18]

گویا کہ لاعلمی کو ''جہل'' کہا جاتا ہے اور اسی لاعلمی میں کسی فعل کا ارتکاب ''جہالت'' جبکہ ''جاہلیت ''اسلام سے پہلے ایک مخصوص زمانے کا نام ہے۔

مشہور حنفی فقیہ زین الدّین بن ابراہیم المعروف بہ ابنِ نجیمؒ[19] نے ''جہل''کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"وَأَمَّا الْجَهْلُ فَحَقِيقَتُهُ عَدَمُ الْعِلْمِ عَمَّا مِنْ شَأْنِهِ الْعِلْمُ؛ فَإِنْ قَارَنَ اعْتِقَادَ النَّقِيضِ فَهُوَ مُرَكَّبٌ"[20]

یعنی ہر وہ چیز جس کا سمجھنا اور سیکھنا انسان کے لئے ممکن اور ضروری ہو پھر بھی انسان اس سے ناواقف ہو تو یہ جہل (بسیط) کہلاتا ہے جو علم کی ضد ہے اور اگر کوئی شخص اسی ضد کا جزم اور اعتقاد رکھے تو یہ جہلِ مرکب کہلاتا ہے۔

اسلامی قوانین میں ضابطۂ جہل کی تعبیرات

فقہائے عظام اور تشریعِ اسلامی کے ماہرین نے ''جہل''کی کئی اقسام ذکر کی ہیں اور ان میں سے ہر ہر قسم کے لئے الگ الگ شرعی اور قانونی حکم بھی بیان کیا ہے،اقسامِ جہل اور ان سے متعلق قانونی احکام کا ذیل کے سطور میں جائزہ لیا جارہا ہے۔

1) اسلامی قوانین کے مطابق جہل کی ایک قسم وہ ہے جو دنیاوی امور کے ساتھ ساتھ اُخروی امور میں بھی قابلِ عذر اور قابلِ سماعت نہیں ہے، جیسے کسی غیر مسلم کا صفاتِ باری تعالی اور آخرت سے متعلق احکام کے سلسلے میں لاعلمی، خواہشات کی پیروی کا قابلِ مواخذہ ہونے کے سلسلے میں لاعلمی ، بغاوت کی سزا سے لاعلمی یا کسی مجتہد کا اجتہاد کے دوران ایسے امور سے ناواقفیت اور لاعلمی جو صریح نصوص سے متصادم ہو وغیرہ تمام کے تمام ''جہلِ باطل'' کے زمرے میں آتے ہیں جو متعلقہ افراد کو قانونی چارہ جوئی سے نہیں بچا سکتے ہیں۔

2) جہل کی دوسری قسم وہ ہے کہ جس میں غلط فہمی کی بنیاد پر اجتہاد میں غلطی کی گئی ہو جیسے کوئی روزے دار پچھنے لگوانے کے بعد اس بنیاد پر روزہ کھول لے کہ اس عمل سے میرا روزہ ٹوٹ چکا تھا، یہ جہالت گناہ کے سلسلے میں قابل عذر ہے جس کی بنیاد پر مذکورہ شخص گناہگار نہیں ہوگا۔

3) جہل کی تیسری قسم وہ ہے جس میں کوئی مسلمان دارالحرب میں کسی دوسرے مسلمان کو حربی سمجھ کر مار ڈالے، یہ بھی قابل عذر ہے اور اس کی بنیاد پر مذکورہ قاتل کو قصاصاً مارا نہیں جاسکتا۔

4) چوتھی قسم وہ ہے جس میں شفیع کو شفعہ کے جواز کا علم نہ ہو یا وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو وغیرہ، یہ تمام قابلِ سماعت اعذار ہیں جو متعلقہ افراد کے حقوقِ دعاویہ کو باقاعدہ تحفظ فراہم کرتے ہیں اوران کے حقوق کو ضائع ہونے سے بچاتے ہیں اس کے برعکس اگر باکرہ کو بعد از نکاحِ ولی خیارِ بلوغ کا علم نہ ہو تو یہ قابلِ سماعت عذر نہیں گردانا جاتا۔[21]

مذکورہ فقہی اور قانونی جزئیات کے لئے بطورِ ضابطہ اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ قانونی نقطۂ نظر سے جہل از حقائق قابلِ عذر ہے لیکن جہل از قوانین قابلِ عذر نہیں ہے، پس اول الذّکر کی بنیاد پر قانونی سہولیات سے استفادہ ممکن ہے لیکن ثانی الذّکر کی بنیاد پر ایسا کرنا ممکن نہیں ہے اور بعینہ اس ضابطہ کو مغربی قوانین نے بھی ذکر کیا ہوا ہے جس پر ذیل کے سطور میں گفتگو کی جا رہی ہے۔

مغربی قوانین میں ضابطۂ جہل کی تعبیرات

مغربی قوانین اور فلسفہ واصولِ قوانین کے مایہ ناز لکھاری ہربرٹ بروم[22](Herbert Broom) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب[23] Broom's Legal Maxims میں زیرِ نظر ضابطہ پر سیر حاصل بحث اور نہایت جامع گفتگو کی ہے اور اس ضابطہ کو لاطینی زبان میں ذکر کرکے اس کا انگریزی ترجمہ ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

> "Ignorance of facts excuses, Ignorance of the Law does not excuses"[24]

یعنی حقائق سے بے خبری قانونی عذر ہے لیکن قانون سے بے خبری کوئی عذر نہیں۔ پس اس ضابطہ کی روسے ہر وہ شخص جو حقائق سے ناواقف ہو قانونی سہولیات سے مستفید ہو سکتا ہے اور اس طرح قانون میں موجود نرم گوشوں سے بہرہ ور ہو کر اپنے لئے آسانیاں تلاش کر سکتا ہے، اس کے برعکس اگر کوئی شخص حقائق نہیں بلکہ قانون سے لاعلم ہو تو یہ لاعلمی شخصِ مذکور کو کسی طرح قانونی سہولیات فراہم کر نہیں سکتی، کیونکہ قانونی سہولیات اس لاعلمی کی بنیاد پر فراہم کی جاتی ہیں جس کو قانون عذر قرار دے، اور ہر لاعلمی قانونی عذر نہیں ہو سکتی۔

زیرِ بحث ضابطہ کی وضاحت کے لئے فاضل بروم نے ایک بہترین مثال ذکر کی ہے، لکھتے ہیں:

> "If the heir is ignorant of the death of his ancestor, he is ignorant of a fact…"[25]

کہ اگر وارث اپنے مؤرث کی موت سے ناواقف ہو تو یہ جہل از حقیقت ہے لیکن اگر وہ اپنے اس رشتہ دار کے وراثتی حقوق سے ناواقف رہا تو یہ جہل از قانون (قانونِ وراثت) کہلائے گا۔

مذکورہ دونوں صورتوں کا فرق اس وقت سامنے آئے گا جب تقسیمِ ترکہ کے بعد یہ وارث حقِ دعوی لے عدالت کے دروازہ پر حقِ خود کے حصول کے لئے دستک دے تو اول الذّکر صورت میں باقاعدہ اس کی شنوائی ہو گی اور عدالت اس وارث کو اس کے وراثتی حقوق دلوائے گی لیکن آخر الذّکر صورت میں اس کی شنوائی نہیں ہو سکتی، کیونکہ پہلی صورت میں یہ جاہل از حقیقت ہے جو کہ ایک قانون عذر ہے جبکہ دوسری صورت میں یہ جاہل از قانون ہے جو کہ قانون کی نظر میں کوئی عذر نہیں ہے اور نہ ہی اس کی بنیاد پر مذکورہ شخص کو کوئی سہولت فراہم کی جا سکتی ہے۔

یہاں پر اس بات کا سمجھنا بھی از بس ضروری ہے کہ قانون کا علم اور ادراک رکھنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ علم القانون (Legal Science) کی تمام باریکیوں کا جاننا بھی ہر فرد پر لازم ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قانون کے وہ موٹے موٹے مسائل جن کے بِنا کوئی چارۂ کار نہ ہو ان کا جاننا ہر فرد پر لازم ہے باقی تمام باریکیوں سے واقفیت

حاصل کرنا صرف قانونی ماہرین کا کام ہے۔اس بات کی طرف فاضل بروم نے بھی اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

> "Ignorance of the law, which every man is presumed to know, does not afford excuse"[26]

کہ قانون سے متعلق وہ بنیادی امور جن کا سمجھنا ہر شخص کے لئے امکانی طور پر ضروری ہو، ایسے امور سے لاعلمی قانونی سہولت فراہم کر نہیں سکتی۔ زیرِ نظر اقتباس میں "which every man is presumed to know" کے الفاظ مذکورہ صدر بات پر دلالت کرتے ہیں کہ صرف موٹے موٹے بنیادی قانونی مسائل کے علم کا حصول ضروری ہے ورنہ تمام باریکیوں تک رسائی حرج اور مشقت کو مستلزم ہوگا جو کسی بھی متوازن قانون کے لئے مناسب نہیں ہے۔

سطورِ سابقہ میں مذکور تمام تر تفصیلات اپنی جگہ لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسانی کاوش ہونے کے ناطے سے قانون میں امکانی طور پر نقائص کا موجود ہونا بعید از عقل نہیں ہے جیسے فاضل موصوف نے کہا ہے۔

> "There may be a doubtful point of law of the true solution of which a person may be ignorant"[27]

یعنی کبھی کبھار قانون کی دفعہ بندی کچھ اس ڈھنگ سے کی جاتی ہے جس کی وجہ سے شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں اور وہ لاعلمی وجہالت کا باعث بن بیٹھتی ہے، پس مذکورہ صورتِ حال اس کی ذمہ داری اُس فرد پر عائد کرنا قرینِ انصاف نہیں ہوگا۔

اس سلسلے میں ہر برٹ بروم رقمطراز ہیں۔

> "And it is quite evident that ignorance of the law often in reality exists"[28]

جو کہ قانون ہی کے اندر جہل از قانون کی موجودگی کے لئے ایک بیّن اور واضح ثبوت ہے جس کی ذمہ داری فرد پر عائد کرنا ناانصافی ہوگی حالانکہ قانون کا کام انصاف کی فراہمی ہے ناانصافی کو پروان چڑھانا نہیں۔

الغرض اگر قانون میں موجود غیر واضح اور مبہم گوشوں نے جہل از قانون کو جنم دیا ہو تو اس کی ذمہ داری کسی فرد پر ڈالنا مناسب نہیں ہو گا بلکہ اس کی بنیاد پر فردِ مذکور کو معذور قرار دینا ہی مبنی بر انصاف فیصلہ ہو گا۔

خلاصۃ البحث

اسلامی اور مغربی قوانین کی ورق گردانی سے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ دونوں طرح کے قوانین اپنے پیروکاروں کے لئے قدم بہ قدم سہولیات اور آسانیاں پیدا کرنے کے سلسلے میں ہمہ وقت مصروفِ عمل رہتے ہیں اور یہ دونوں تخفیفات اور آسانیوں کے باقاعدہ اسباب متعین کر لیتے ہیں۔آسانیاں پیدا کرنے کے اس روش اور طریقِ کار کو یقینی بنانے کے لئے دونوں باقاعدہ قانونی اصول، قواعد اور ضوابط تشکیل دیتے ہیں انا صول، قواعد اور ضوابط میں سے ایک مشہور ضابطہ ''ضابطۂ جہل از حقیقت اور جہل از قانون'' ہے۔

قانونی سہولیات کی فراہمی کے سلسلے میں مذکورہ ضابطہ کلیدی اہمیت کا حامل ہے لیکن مذکورہ صدر دونوں طرح کے قوانین میں جہل اور لاعلمی کی دو اقسام بیان کی گئیں ہیں اور دونوں اقسام کے الگ الگ شرعی اور قانونی احکام بیان کئے گئے ہیں۔

1) لاعلمی اور جہالت کی پہلی قسم کو ''جہل از حقیقت'' کہا جاتا ہے جس میں انسان زمینی حقائق سے بالکل ناواقف رہتا ہے، جہالت کی یہ قسم قانونی نقطۂ نظر سے باقاعدہ ایک عذر سمجھا جاتا ہے اور اس کی بنیاد پر متعلقہ شخص کو طرح طرح کی قانونی سہولیات فراہم کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔

2) لاعلمی اور جہالت کی دوسری قسم کو ''جہل از قانون'' کہا جاتا ہے جس میں انسان قانون کے ان موٹے موٹے مسائل اور احکام سے ناواقف رہتا ہے جن کا سمجھ اور بوجھ رکھنا ہر فرد کی قانونی ذمہ داری شمار ہوتی ہے۔ جہالت کی یہ قسم قانونی نقطۂ نظر سے کوئی عذر نہیں سمجھا جاتا ہے اور نہ ہی اس کی بنیاد پر قانونی سہولیات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے البتہ اگر قانون کی دفعہ بندی اس نہج پر کی

گئی ہو کہ اس میں بذاتِ خود ابہام موجود ہو جس نے ''جہل از قانون'' کو جنم دیا ہو تو مذکورہ صورت میں ایسا شخص قانون کی اس خامی اور نقص کو بنیاد بنا کر اپنے لئے قانونی سہولیات کے حصول کا راستہ ہموار کرتے ہوئے خود کو قانون کی نظر میں معذور ثابت کر سکتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1 زیرِ نظر مقالہ میں وضعی قوانین سے وہ قوانین مراد ہیں جو انسانی کاوشوں، رسوم و رواج اور انسانی دماغ کے غور و فکر کے نتیجے میں وجود میں آ گئے ہوں۔

2 البقرۃ:185۔

3 النساء:28۔

4 الحج:78۔

5 الاعراف:157۔

6 البقرۃ:286۔

7 حوالہ مذکورہ بالا۔

8 صحیح البخاری، باب صفۃ النبی ﷺ، رقم الحدیث:6126۔

9 صحیح البخاری، رقم الحدیث:39۔

10 صحیح البخاری، باب صَبُّ الماء علی البول فی المسجد، رقم الحدیث:220۔

11 آلِ عمران:159۔

12 صحیح البخاری، باب: مایکرہ من التنازع والاختلاف، رقم الحدیث:3038۔

13 المستدرک للحاکم، کتاب الطلاق، رقم الحدیث:2801، حکم الحدیث: صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ۔

14 الاشباہ والنظائر للسیوطی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔ 1983ء، صفحہ:76۔

15 الاشباہ والنظائر للسیوطی، صفحہ:77۔

16 عبدالرحمن بن ابو بکر السیوطی، الخضیری، الشافعی۔ جلال الدین لقب اور ابوالفضل کنیت ہے۔ امام، حافظ، مؤرخ اور ادیب تھے۔ یکم رجب 849ھ=1445ء کو بروز اتوار بعد نماز مغرب قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے پوری زندگی اخلاص و ایثار کے ساتھ تعلیم و تعلم میں بسر کی۔ تفسیر، حدیث، جرح و تعدیل، فقہ، تاریخ، ادب ہر شعبہ علم میں ان کو ید طولی حاصل تھا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، نحو، منطق، ادب، معانی اور تاریخ میں آپ نے کئی یادگار تصانیف چھوڑی ہیں۔ 911ھ=1505ء کو وفات پائی۔ (سخاوی، شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد، الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، ناشر: منشورات

دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت 65:4، بدون تاریخ؛ سیوطی، جلال الدین، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، حسن المحاضرۃ فی تاریخ مصر والقاہرۃ، تحقیق: محمد ابوالفضل ابراہیم 7:1، ناشر: داراحیاء الکتب العربیۃ، طبع اول، 1385ھ=1927ء)۔

17 الاشباہ والنظائر للسیوطی، صفحہ: 77۔

18 کتاب العین، أبو عبد الرحمن الخلیل بن أحمد الفراھیدي، باب ھاء والجیم واللام، دار ومکتبۃ الھلال، سطن۔

19 شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن نجیم-926ھ کو پیدا ہوئے۔ فقہ حنفی کے صاحبِ اصول اور صاحبِ تالیف ہیں۔ آباء واجداد میں کسی کا نام نجیم تھا اس وجہ سے ان سے منسوب ہو کر ابن نجیم کہلائے۔ ان کی ولادت 926 ھ میں قاہرہ میں ہوئی۔ فقہ حنفی کے بہت بڑے فقیہ ہیں۔ اصول فقہ کے بڑے ماہر، عالم محقق اور کثیر التصانیف ہیں، جن میں، الاشباہ والنظائر فی اصول الفقہ، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، الرسائل الزینیۃ 41 رسالۃ فی مسائل فقہیۃ وغیرہ شامل ہیں، 970ھ کو وفات پائی۔ (شذرات الذھب 358:8، الفوائد البھیۃ 134)۔

20 الاشباہ والنظائر لابن نجیم، جلد: اول، باب: الجہل وحقیقتہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ لبنان۔

21 الاشباہ لابن نجیم، جلد: اول، باب الجہل وحقیقتہ۔

22 ہربرٹ بروم ۱۸۱۵ء کو برطانیہ میں پیدا ہوئے۔ کیمبرج سے تعلیم حاصل کی اور ۱۸۶۴ء میں ایل ایل۔ ڈی مکمل کر کے قانون کے مشہور لکھاری کی حیثیت سے ابھرے۔ آپ نے ۲ مئی ۱۸۸۲ء میں وفات پائی۔

23 ہربرٹ بروم نے پہلی بار اپنی اس کتاب کو ۱۸۴۵ء اور پھر یکے بعد دیگرے ۱۸۴۸ء، ۱۸۵۸ء، ۱۸۶۴ء اور ۱۸۷۰ء میں اپنی زندگی ہی میں اس کو شائع کیا۔

24 Herbert Broom, A selection of Legal Maxims…, Pakistan Law House, 2012, P: 169.
25 Broom's Legal Maxims, p: 169.
26 Broom's Legal Maxims, p: 170.
27 Ibid.
28 Ibid.